باہمی شکر رنجیوں کا بطریقِ احسن حل پیش کرنے والا مَدَنی گلدستہ

فیصلہ کرنے کے مَدَنی پھول

- عادل قاضی 5
- جان دیدی، منصبِ قضا قبول نہ کیا 11
- آدابِ فیصلہ 14
- سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کا فیصلہ نہ ماننے کا انجام 17
- ذمہ داری مانگ کر لینے کا نقصان 25
- دوست کے قاتل 40
- امیرِ اہلسنّت کے فیصلہ کرنے کا انداز 50

پیشکش:
مرکزی مجلسِ شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC1286

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فیصلہ کرنے کے مدنی پھول

دُرود شریف کی فضیلت

مدینے کے سلطان، رَحمتِ عالَمِیّان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فَرمانِ جنّت نشان ہے: ''جو مجھ پر جُمُعہ کے دن اور رات **100** مرتبہ دُرُود شریف پڑھے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اُس کی **100 حاجتیں** پوری فرمائے گا، **70** آخرت کی اور **30** دُنیا کی اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ایک فِرِشتہ مقرر فرما دے گا جو اُس **دُرُودِ پاک** کو میری قبر میں یوں پہنچائے گا جیسے تمہیں تحائف پیش کئے جاتے ہیں، بِلا شبہ میرا علم میرے وِصال کے بعد وَیسا ہی ہوگا جیسا میری حیات میں ہے۔''

(جَمْعُ الْجَوامِع لِلسُّیُوطی، الحدیث ۲۲۳۵۵، ج۷، ص ۱۹۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ...... مبلغِ دعوتِ اسلامی ونگران مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطاری سَلَّمَہُ الْبَارِی نے بروز اتوار ۲۱ ربیع الغوث ۱۴۳۲؁ھ بمطابق ۲۷ مارچ ۲۰۱۱؁ء کو تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی میں وکلا وججز کے سنتوں بھرے اجتماع میں یہ بیان بنام ''وکیل کو کیسا ہونا چاہیے؟'' فرمایا۔ اس کا ایک حصہ ''**فیصلہ کرنے کے مدنی پھول**'' ضروری ترمیم واضافے کے بعد پیش کیا جارہا ہے۔

سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیصلہ

حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک لشکر حضرتِ سَیِّدُنا خالِد بن وَلید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سربراہی میں روانہ فرمایا جس میں حضرتِ سَیِّدُنا عَمّار بن یاسِر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی شریک تھے۔ جن لوگوں سے جہاد کرنا تھا جب ان کا علاقہ قریب آیا تو رات ہو جانے کے سبب لشکر ٹھہر گیا اور ذُو الْعُیَیْنَتَیْن نامی ایک شخص نے جا کر قومِ کفار کو اسلامی لشکر کے حملے کی خبر دیدی۔ چنانچہ وہ مسلمانوں کے حملے سے آگاہ ہوتے ہی راتوں رات اپنا مال و متاع اور اہل و عیال لے کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر ایک شخص نہ بھاگا بلکہ اپنا سامان اور بال بچوں کو جمع کیا اور بھاگنے سے پہلے چھپ کر لشکرِ اسلام میں آیا، یہاں آ کر حضرتِ سَیِّدُنا عمار بن یاسر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق پوچھا اور جب ان سے ملاقات ہوئی تو عرض کی کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کی قوم حملے کی خبر پا کر بھاگ گئی ہے اور یہاں صرف وہی رہ گیا ہے اور کیا اس کا اسلام لانا کچھ مفید ہو گا؟ اگر اس کی جان اور مال محفوظ رہے تو یہاں ٹھہرا رہے ورنہ وہ بھی بھاگ جائے۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ تمہارا ایمان ضرور تمہیں نَفْع دے گا، تم اطمینان سے رہو،

میں تمہیں امان دیتا ہوں۔ وہ شخص مُطمئن ہو کر لوٹ گیا اور صبح کو جب لشکرِ اسلام نے اس بَستی پر حَملہ کیا تو دیکھا کہ سوائے ایک گھر کے باقی سارے خالی پڑے ہیں۔ حضرتِ سَیِّدُ نا خالِد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس شخص کو بال بچوں سمیت قید کرلیا اور اس کے مال پر بھی قبضہ کرلیا، حضرت سَیِّدُ نا عمّار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ حضرت سَیِّدُ نا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اسے چھوڑ دیں میں اسے اَمان دے چکا ہوں اور یہ مسلمان بھی ہو چکا ہے۔ حضرت سَیِّدُ نا خالد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ میں لشکر کا امیر ہوں آپ کو امان دینے کا کیا حق تھا؟

اس پر ان دونوں ہستیوں میں شَکَر رَنْجی (معمولی سی رَنْجِش) ہوگئی، اس حال میں یہ حضرات مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور یہ مقدمہ بارگاہِ نُبُوَّت میں پیش ہوا تو حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ عمّار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی امان کو جائز رکھا اور اس شخص کو مع اس کے مال واسباب اور اہل وعیال چھوڑ دیا، پھر حضرتِ سَیِّدُ نا عمار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تاکید فرمائی کہ وہ آئندہ بغیر اجازت کسی کو امان نہ دیا کریں۔ حضرتِ خالد نے عرض کی: **یارسولَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ عمار جیسے غلام کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ میرا مقابلہ کرے؟ تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے)

ارشاد فرمایا: جو عمّار کو بُرا بھلا کہے خدا اس کا بُرا کرے، جو عمار سے بُغض رکھے خدا اس سے ناراض ہو جائے، جو عمار پر لعن طعن کرے خدا اس پر لعن طعن کرے۔

حضرتِ سیِّدُنا عمار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بات سن کر غصے سے بارگاہِ بے کس نواز سے روانہ ہو چکے تھے لہٰذا حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان سن کر فوراً ان کے پیچھے دوڑے اور راستے میں ہی انہیں جالیا اور پیچھے سے ان کا دامن پکڑ کر لَپٹ گئے اور مَعْذِرَت کر کے ان کو راضی کر لیا اس موقعہ پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ (پ۵، النساء: ۵۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حُکُومَت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اُسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ و قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔

(تفسیر الطبری، پ۵، النساء، تحت الآیة: ۵۹، ج۴، ص ۱۵۱)

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! **پیارے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے کہ ہمارے

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کیسے میٹھے انداز میں دو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں پیدا ہونے والی شکر رنجی کو دور فرمایا اور پھر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے بھی کمال اطاعت کا کیسا ثبوت دیا کہ فوراً ایک دوسرے سے راضی ہو گئے۔ صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس مبارک فیصلے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب قاضی کی عدالت میں کوئی ایسا مقدمہ پیش ہو جس میں ایک فریق اعلیٰ اور دوسرا ادنیٰ مرتبے والا ہو تو اسے کسی کے مرتبے کا لحاظ رکھے بغیر حق بات ہی کا فیصلہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ،

عادل قاضی (Righteous Judge)

امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم جنگِ صِفِّین کے لئے روانہ ہوئے تو راستے میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زِرَہ اونٹ سے گر گئی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد آپ واپس کوفہ تشریف لائے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہ زِرَہ ایک یہودی کے پاس دیکھی جو بازار میں اسے بیچ رہا تھا، آپ نے زِرَہ پہچان کر یہودی سے ارشاد فرمایا: ''یہ زِرَہ تو میری ہے، میں نے کسی کو فروخت کی ہے نہ ہبہ کی ہے، پھر تیرے پاس کیسے پہنچی؟'' یہودی نے عرض کی: ''جناب! یہ زرہ میری ہے اور میرے قبضے میں ہے۔'' تو آپ نے فرمایا: ''چلو! ہم قاضی کے پاس چلتے ہیں۔'' چنانچہ، جب دونوں قاضی شریح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس پہنچے تو

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ قاضی شُرَیح کے پہلو میں اور یہودی ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرا مخالف یہودی نہ ہوتا تو میں اس کے ساتھ مجلس عدالت میں برابر کھڑا ہوتا، مگر میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ یہودیوں کو حقیر سمجھو جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں حقیر قرار دیا ہے۔

قاضی شُرَیح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے عرض کی: ''اے امیرُ المومنین! فرمائیے! کیا اس یہودی سے آپ کا کوئی معاملہ ہے؟'' تو آپ نے فرمایا: ''ہاں! یہ زرہ جو یہودی کے قبضے میں ہے، میری ہے، میں نے اسے بیچا نہ ہبہ کیا۔'' قاضی صاحب نے یہودی سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے؟ وہ بولا کہ زرہ میری ہے اور میرے قبضے میں ہے۔ قاضی صاحب نے امیرُ المومنین سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس گواہ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''ہاں! میرا غلام قَنْبَر اور میرا بیٹا حَسَن گواہی دیں گے کہ یہ زِرہ میری ہے۔'' تو قاضی شُرَیح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یہ کہتے ہوئے کہ ''**باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی شرعاً معتبر نہیں**'' یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ یہ دیکھ کر یہودی کہنے لگا کہ امیر المومنین مجھے اپنے ہی قاضی کے پاس لائے اور ان کے قاضی نے ان کے خلاف ہی فیصلہ دے دیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک یہ دین سچا ہے اور یہ گواہی بھی دیتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

اور حضرتِ محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سچے رسول ہیں، اے امیر المومنین! یہ زِرَہ آپ ہی کی ہے۔(حلیۃ الاولیاء، الرقم ۲۵۷ شریح بن حارث الکندی، الحدیث:۵۰۸۶، ج۴، ص۱۵۳)

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کی کیسی اعلٰی تَربِیَّت کی کہ خلیفۂ وَقْت ایک عام آدمی کی طرح قاضی کی عدالت میں پیش ہوتا ہے اور قاضی خلیفہ کے خلاف اور یہودی کے حق میں فیصلہ کرنے میں ذرہ بھر تَاَمُّل سے کام نہیں لیتا کیونکہ مَنْصَبِ قضا کا یہی تقاضا تھا کہ کوئی بھی ہو فیصلہ حق وانصاف پر مبنی ہونا چاہیے۔ جیسا کہ سورۂ نساء میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ

ترجمۂ کنز الایمان: اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔

(پ۵، النساء:۵۸)

سلف صالحین اور منصبِ قضا

مَنْصَبِ قضا کا حق ادا کرتے ہوئے فیصلہ کرنا بڑا ہی جان جوکھوں کا کام ہے اور بہُت سے سلَف صالحین رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے اس حَسّاس مَنْصَب سے بچنے میں ہی عافیت جانی۔ چُنانچہ،

عباسی خلیفہ منصور نے قَاضِیُ الْقُضَاۃ (یعنی چیف جَسٹس) کے منصب پر کسی عالمِ دین کو مُقَرَّر کرنے کا ارادہ کیا اور اس سلسلے میں اس کی نظرِ انتخاب چار جلیلُ القدر ہستیوں پر ٹھہری۔ چنانچہ، اس نے ان چاروں یعنی حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت سیِّدُنا سُفیان ثوری، حضرت سیِّدُنا شریک اور حضرت سیِّدُنا مِسْعَر رَحِمَھُمُ اللہُ تَعَالٰی کو دربار میں طلب کیا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے ساتھیوں سے ارشاد فرمایا کہ میں کسی حیلہ سے اس منصب کو قبول کرنے سے جان چھڑا لوں گا۔ حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا کہ وہ بھاگ جائیں گے مگر یہ منصب قبول نہیں کریں گے۔ حضرت سیِّدُنا مِسْعَر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ وہ بچنے کے لئے خود کو پاگل اور دیوانہ ظاہر کریں گے اور حضرت سیِّدُنا شریک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمانے لگے کہ (اگر آپ لوگ ایسا کریں گے تو) میں اسے قبول کرنے سے نہیں بچ پاؤں گا۔ چنانچہ جب منصور کا درباری سِپاہی انہیں لینے آیا تو حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اس سے فرمایا: ''میں قَضائے حاجَت کرنا چاہتا ہوں۔'' پس آپ ایک دیوار کے پیچھے چھُپ گئے۔ (قریب ہی دریا تھا) آپ نے دریا میں جھاڑیوں سے بھری ہوئی ایک کشتی دیکھی تو مَلّاح سے فرمایا: ''اس دیوار کے پیچھے ایک شخص ہے جو مجھے قَتْل کرنا چاہتا ہے۔'' اس سے آپ کی مراد سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس

فرمان کی طرف اشارہ کرنا تھا کہ ''جسے مَنْصَبِ قضا پر فائز کیا گیا گویا اسے بغیر چھری کے ذبح کردیا گیا۔'' (سنن ابي داود، كتاب الأقضية، باب في طلب القضاء، الحديث: ۳۵۷۲، ج۳،ص۴۱۷) پس مَلّاح نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بات سن کر آپ کو کشتی میں جھاڑیوں کے نیچے چھپا دیا۔

جب درباری سپاہی نے کافی دیر گزر جانے کے بعد تلاش کیا تو آپ کہیں نظر نہ آئے تو وہ بقیہ تینوں حضرات کو ہی لے کر خلیفہ منصور کے پاس چلا گیا۔ حضرت سیِّدُنا مِسْعَر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ دربار میں پہنچتے ہی خلیفہ سے پوچھنے لگے جناب آپ کے جانوروں کا کیا حال ہے؟ اور آپ کے خُدَّام کیسے ہیں؟ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ایسی باتیں سن کر ان لوگوں نے آپ کو مجنوں اور دیوانہ سمجھتے ہوئے آپ کو بھی جانے دیا (کہ یہ جب آدابِ مجلس سے بھی آگاہ نہیں تو قاضی کیسے بنیں گے)۔ اب حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کی باری آئی تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''میں کپڑے کا کاروبار کرتا ہوں اور کوفہ کے اَشراف کبھی اس بات پر راضی نہ ہوں گے کہ ان کا قاضی ایک کپڑے بیچنے والا شخص ہو۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اگر مجھے قاضی بنایا گیا تو کوفہ کے لوگ مجھے مزدور کہیں گے۔''

جب حضرت سیِّدُنا شریک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی باری آئی تو آپ

رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے عذر پیش کیا کہ انہیں نسیان کا مرض لاحق ہے۔تو خلیفہ نے کہا کہ وہ آپ کو ایسے مَغزیات وغیرہ کھلائے گا کہ یہ مرض ختم ہو جائے گا۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی کمزوری وناتوانی کا ذکر کیا تو خلیفہ نے کہا کہ ہم اس کے خاتمے کے لئے آپ کو روغنِ بادام سے تیار کردہ حلوہ جات کھلایا کریں گے۔ چنانچہ، جب کوئی راہِ نجات نہ پائی تو چاروناچار راضی ہو کر فرمانے لگے: مجھے منصبِ قضا منظور تو ہے مگر اس سلسلے میں مَیں کسی کی پرواہ نہ کروں گا خواہ وہ آپ کا درباری وقریبی ساتھی ہی ہو۔خلیفہ نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی یہ بات بھی مانتے ہوئے کہا مجھے منظور ہے: آپ کو حق حاصل ہوگا اگر فیصلہ میرے یا میری اولاد کے خلاف بھی ہوا تو کر دیجئے گا۔اس طرح آپ کو منصبِ قضا پر فائز کر دیا گیا۔ایک دن آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مَسندِ قضا پر تشریف فرما تھے کہ خلیفہ کا ایک خاص غلام حاضر ہوا جس کا کسی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا تھا۔اس غلام نے اپنے مُقابِل سے آگے بڑھ کر ممتاز جگہ بیٹھنا چاہا تو حضرت سیِّدُنا شریک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے ڈانٹ دیا۔تو وہ برہم ہو کر بولا: لگتا ہے آپ احمق ہیں۔آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں نے پہلے ہی تمہارے آقا سے کہا تھا مگر وہ نہیں مانا اور مجھے زبردستی قاضی بنا دیا۔چنانچہ اس کے بعد آپ کو اس منصب سے ہٹا دیا گیا۔ (المناقب للکردری، ج ۱، ص ۲۰۴ تا ۲۰۵)

جان دیدی، منصبِ قضا قبول نہ کیا

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 36 صفحات پر مشتمل رسالے، ''اشکوں کی برسات'' صَفْحَہ 27 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: عباسی خلیفہ منصور نے امام اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ میری مملکت کے قَاضِیُ الْقُضَاۃ (یعنی چیف جج) بن جائیے۔ فرمایا: میں اس عہدے کے قابل نہیں۔ منصور بولا: آپ جھوٹ کہتے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو آپ نے خود ہی فیصلہ کر دیا! جھوٹا شخص قاضی بننے کے لائق ہی نہیں ہوتا۔ خلیفہ منصور نے اس بات کو اپنی توہین تصور کرتے ہوئے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جیل بھجوا دیا۔ روزانہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سرِ مبارک پر دس۱۰ کوڑے مارے جاتے جس سے خون سرِ اقدس سے بہہ کر ٹخنوں تک آ جاتا، اس طرح مجبور کیا جاتا رہا کہ قاضی بننے کیلئے حامی بھر لیں مگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حکومتی عہدہ قبول کرنے کیلئے راضی نہ ہوئے۔ اسی طرح آپ کو یومیہ دس۱۰ کے حساب سے ایک سو دس۱۱۰ کوڑے مارے گئے۔ لوگوں کی ہمدردیاں امامِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ تھیں۔ بالآخر دھوکے سے زہر کا پیالہ پیش کیا گیا مگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مومنانہ فراست سے

زَہر کو پہچان گئے اور پینے سے انکار فرما دیا، اس پر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لِٹا کر زبردستی حلق میں زَہر اُنڈیل دیا گیا۔ زَہر نے جب اپنا اثر دکھانا شروع کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ خداوندی میں سجدہ رَیز ہو گئے اور سجدے ہی کی حالت میں **۱۵۰ھ** آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ (الخیرات الحسان، ص ۸۸ تا ۹۲) اس وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عمر شریف 80 برس تھی۔ بغدادِ معلّٰی میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مزارِ فائض الانوار آج بھی مَرجعِ خَلائق ہے۔

پھر دیارِ بغداد میں بلا کر، مزار اپنا دکھا، جہاں پر
ہیں نور کی بارِشیں چھما چھم ، امامِ اعظم ابو حنیفہ

(وسائل بخشش، ص ۲۸۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شَکر رَنجِیاں اور اُن کے نقصانات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض اوقات کچھ اسلامی بھائیوں کے مابین غلَط فہمیوں وغیرہ کی بنا پر شکر رنجیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور بات بڑھتے بڑھتے شدید عداوت تک پہنچ کر قطعِ تعَلُّقی پر ختم ہوتی ہے۔ پھر عیب جُوئی، غیبت، چُغلی، غلط بیانی اور بُہتان تراشی کی گرم بازاری کے سبب نامۂ اعمال کی سیاہی اور اَنا وضِد کی وجہ سے طرفین کی تباہی کا انتظام ہونے لگتا ہے۔ یقیناً یہ شیطان لعین کے کارنامے ہیں کہ یہ مسلمانوں بالخصوص نیکی کی دعوت دینے والوں کو آپس میں لڑوا کر اپنے

مقصدِ اصلی (مدنی کام) سے توجہ ہٹانے کی کوشش کرتا ہے۔شیطان کے ان فتنوں سے شاید ہی کوئی گھر، ادارہ یا تنظیم محفوظ ہو۔ چنانچہ،

شیطان آپس میں لڑواتا ھے

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 40 صَفحات پر مشتمل رسالے''**ناچاقیوں کا علاج**'' صَفْحَہ 5 تا 6 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** یاد رکھئے! شیطان مردود مسلمانوں میں پھوٹ ڈلواتا، لڑواتا اور قتل وغارتگری کرواتا ہے، نیز انہیں صلح پر آمادہ ہونے ہی نہیں دیتا۔ بلکہ بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی نیک دل اسلامی بھائی بیچ میں پڑ کر ان میں صلح کروا بھی دے تب بھی طرح طرح کے وسوسے ڈال کر، بھڑکاتا ہے۔

شیطان مکار و نابکار کے وار سے خبردار کرتے ہوئے پارہ 15 سورۂ بنی اسرائیل کی 53 ویں آیتِ کریمہ میں ہمارا پیارا پروردگار عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْؕ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک شیطان ان کے آپس میں فسادڈالتا ہے۔

(پ ۱۵، بنی اسرائیل:۵۳)

(ناچاقیوں کا علاج، ص ۵ تا ۶)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! جب اس طرح کی صورتحال پیدا ہوتی ہے تو

اس وقت لوگ عموماً کسی اہم فرد (خواہ وہ کسی گھر یا قبیلے کا سربراہ ہو یا کسی ادارے یا تنظیم کا بڑا ذمہ دار) کی طرف رجوع کرتے ہیں اور پھر اس فرد کو فیصلہ کرنے کی اہم ذمہ داری ادا کرنا پڑتی ہے۔ یہ ذمہ داری اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب ایسا معاملہ کسی دینی تنظیم کے ذمہ دار کے ہاں پیش ہوتا ہے کہ اس سے اگر کوئی غلط فیصلہ سرزد ہو گیا تو طَرَفین میں سے دونوں یا ایک بدظن ہو کر اس ذمہ دار......اور حَماقت کی رَفاقت ہوئی تو تنظیم ...... بلکہ شَقاوَت کی نُحُوسَت بھی ساتھ ہوئی تو دین سے دور ہو کر پھر سے گناہوں بھرے گندے ماحول میں پڑ سکتا ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آدابِ فیصلہ

لہٰذا حَکَم (یعنی فیصلہ کرنے والے) کیلئے نہایت ضروری ہے کہ وہ فیصلہ کرنے کے لئے ضروری شَرعی آداب جانتا ہو، جنہیں پیشِ نظر رکھ کر انتہائی حکمتِ عملی سے فیصلہ کرے۔ چنانچہ، ذیل میں فیصلہ کرنے کے کچھ آداب بیان کئے جاتے ہیں۔

﴾1﴿ علمائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوں

دو اسلامی بھائیوں میں کسی قسم کا نزاع واقع ہو تو انہیں چاہئے کہ نزاع کا شرعی حل تلاش کرنے کے لئے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی خدمت میں حاضر

ہوں۔جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْؕ (پ۵، النساء:۸۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور ان سے اُس کی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ قرآن وسنت سے مسائل کا حل تلاش کرنا صرف انہی لوگوں کا کام ہے جو اس کے اہل ہیں۔اور جب حل مل جائے تو قیل وقال نہ کیجئے بلکہ سرِ تسلیم خم کر دیجئے۔چنانچہ،ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَاؕ وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴿۵۱﴾ (پ۱۸، النور:۵۱)

ترجمۂ کنز الایمان: مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے تو عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب قرآنِ کریم اور سنتِ رسولِ کریم سے جھگڑے کا حل مل جائے تو اسے مان لینا حقیقی مسلمان ہونے کی علامت ہے اور جو لوگ قرآن وسنت کے فیصلوں سے اِنحراف کرتے ہیں ان کے دلوں میں نفاق پایا جاتا

ہے۔ چنانچہ، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِنْ یَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْۤا اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ بَلْ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ (پ۱۸، النور:۴۸ تا ۵۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جب بلائے جائیں **اللہ** اور اسکے رسول کی طرف کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے تو جبھی ان کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے۔ اور اگر انکی ڈگری ہو (انکے حق میں فیصلہ ہو) تو اسکی طرف آئیں مانتے ہوئے۔ کیا انکے دلوں میں بیماری ہے یا شک رکھتے ہیں یا یہ ڈرتے ہیں کہ **اللہ** و رسول ان پر ظلم کریں گے بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں۔

پس کُفر و نِفاق کی تاریک وادیوں میں بھٹکنے والے لوگ کبھی پسند نہیں کرتے کہ ان کا فیصلہ قرآن وسنت کے مطابق کیا جائے۔ کیونکہ انہیں یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ اگر قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ ہوا تو یقیناً سچ پر مبنی ہوگا اور حقیقت روزِ روشن کی طرح عِیاں ہو جائے گی اور اس طرح جھوٹ کا پردہ فاش ہونے سے ان کی جگ ہنسائی ہوگی۔ چنانچہ،

صدرالافاضل، حضرتِ علامہ مولانا سیّد محمد نعیمُ الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی ''خزائن العرفان'' میں ان آیاتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے

فرماتے ہیں کہ ''کُفّار ومنافقین بارہا تجرِبہ کر چکے تھے اور انہیں کامل یقین تھا کہ سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیصلہ سراسر حق و عدل ہوتا ہے، اس لئے ان میں جو سچا ہوتا وہ تو خواہش کرتا تھا کہ حضور اس کا فیصلہ فرمائیں اور جو ناحق پر ہوتا وہ جانتا تھا کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سچی عدالت سے وہ اپنی ناجائز مراد نہیں پاسکتا۔ اس لئے وہ حُضور کے فیصلہ سے ڈرتا اور گھبراتا تھا۔

شانِ نُزول: بِشر نامی ایک مُنافق تھا ایک زمین کے معاملہ میں اس کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا یہودی جانتا تھا کہ اس معاملہ میں وہ سچا ہے اور اس کو یقین تھا کہ سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حق و عدل کا فیصلہ فرماتے ہیں اس لئے اس نے خواہش کی کہ اس مقدمے کا حضور عَلَیْہِ السَّلَام سے فیصلہ کرایا جائے لیکن منافق بھی جانتا تھا کہ وہ باطل پر ہے اور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عدل و انصاف میں کسی کی رُو رِعایت نہیں فرماتے اس لئے وہ حضور کے فیصلہ پر تو راضی نہ ہوا اور کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرانے پر مُصِر ہوا اور حضور کی نسبت کہنے لگا کہ وہ ہم پر ظلم کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔

(خزائن العرفان، پ۱۸، النور:۴۸ تا ۵۰)

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیصلہ نہ ماننے کا انجام:

امام حکیم ترمذی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی نے حضرت مکحول رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ایک

قول نقل کیا ہے کہ دو بندوں کے درمیان ایک شے میں جھگڑا ہو گیا ان میں سے ایک مُنافِق اور دوسرا مومن تھا۔ مُنافِق کا دعویٰ تھا کہ یہ شے اس کی ہے۔ چنانچہ، دونوں بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور سارا معاملہ عرض کیا۔ جب سرکارِ ابد قرار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حق بات کا فیصلہ فرماتے ہوئے مومن کے حق میں اور مُنافِق کے خلاف فیصلہ فرمایا تو وہ فوراً بولا: ''یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم دونوں کو اس بات کے فیصلے کے لئے سیِّدُنا ابوبکر صدیق کے پاس بھیج دیجئے۔'' سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ٹھیک ہے تم دونوں ابوبکر کے پاس چلے جاؤ۔'' جب انہوں نے حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ساری بات بتائی اور سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیصلے سے بھی آگاہ کیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میں ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا اہل نہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیصلے سے منہ پھیرتے ہیں۔'' بارگاہِ صدیق سے مایوس ہو کر جب وہ منافق اپنے مومن ساتھی کے ساتھ واپس بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو پھر عرض کی کہ انہیں حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس بھیج دیا جائے۔ جب سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ اجازت بھی دے دی تو مومن نے عرض کی: ''یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ایسے شخص کے ساتھ سیِّدُنا

عُمر کے پاس جاؤں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیصلے سے انحراف کرنے والا ہے۔'' تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم اس کے ساتھ جاؤ۔'' جب دونوں امیرُ المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا مُعاملہ بیان کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشادفرمایا: ''جانے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرنا جب تک کہ میں تمہارے پاس نہ آجاؤں۔'' اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ گھر جا کر اپنی تلوار اٹھالائے اور واپس آ کر فرمایا: ''اب دوبارہ اپنا مُعاملہ بیان کرو۔'' جب دونوں نے سارا مُعاملہ بیان کیا اور امیر المؤمنین عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر خوب واضح ہو گیا کہ مُنافق اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیصلے سے رُوگردانی کر رہا ہے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی تلوار سے مُنافق کے سر پر ایسا وار کیا کہ تلوار اس کے جگر تک پہنچ گئی، پھر ارشاد فرمایا: ''جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیصلہ نہ ماننے میں اس کا فیصلہ اس طرح کرتا ہوں۔'' ادھر جبرائیل امین عَلَیْہِ السَّلَام فوراً بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! عُمر نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ عمر کی زبان سے حق و باطل کے درمیان فرق کرانا چاہتا تھا۔'' یہی وجہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو فاروق کہا جانے لگا۔(نوادر الاصول فی

احادیث الرسول، الاصل الثالث والاربعون، فی تسلیم الحق وسر مصافحتہ لعمر رضی اللہ تعالی عنہ، الحدیث:۲۶۸، ج ۱، ص۱۷۶)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اطاعت وفرمانبرداری کی توفیق عنایت فرمائے کہ جب بھی کوئی نزاع پیدا ہو تو ہم اسے قرآن وسنت کے سُنہری اصولوں کے مطابق حل کرنے کی کوشش کریں۔ نیز **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہمیشہ منافقین وکفار جیسے طرزِ عمل سے محفوظ فرمائے۔ (اٰمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿2﴾ جو اہل ہو وہی فیصلہ کرے

اگر دو اسلامی بھائیوں کے درمیان کسی بات پر شدید اِختِلاف پیدا ہو جائے اور انہیں اس کا کوئی حل نظر نہ آتا ہو تو وہ کسی ایسے ذمہ دار اسلامی بھائی کی خدمت میں حاضر ہوں جو ان کے درمیان فیصلہ کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ چنانچہ،

جس اسلامی بھائی کی خدمت میں فریقین حاضر ہوں، اگر صرف وہی اس جھگڑے کا فیصلہ کرسکتا ہو اور کسی دوسرے میں صلاحیت ہی نہ ہو کہ انصاف کرے تو اس صورت میں اُس اسلامی بھائی پر واجب ہے کہ وہ ان کے اختلاف کو ختم کر دے۔ اور اگر کوئی دوسرا اسلامی بھائی بھی اس قابل ہو مگر یہ زیادہ صلاحیت رکھتا ہے تو اب اس کو قبول کر لینا مستحب ہے اور اگر دوسرے بھی اسی قابلیت کے ہیں تو

اِخْتِیار ہے قبول کرے یا نہ کرے اور اگر یہ صلاحیت رکھتا ہے مگر دوسرا اس سے بہتر ہے تو اس کو قبول کرنا مکروہ ہے اور یہ شخص اگر خود جانتا ہے کہ یہ کام مجھ سے انجام نہ پا سکے گا تو قبول کرنا حرام ہے۔(الفتاوی الهندية، كتاب أدب القاضي،الباب الثاني في الدخول في القضاء،ج۳،ص ۳۱۱ مفهوماً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جو اپنے اندر حق بات کا فیصلہ کرنے کی اَہلِیَّت نہ پاتا ہو تو وہ فریقین سے عرض کر دے کہ وہ اس معاملہ کو کسی اَہْل (بڑے ذمہ دار) کے پاس لے جائیں اور اس صورت میں عزت ومرتبہ کے زعم میں خود کو بطورِ حَکَم پیش کر کے ہرگز ہلاکت میں نہ پڑے اور نہ ہی دل میں ایسی طلب وتمنا رکھے کہ یہ معاملہ ہمارے اندازے سے کہیں بڑھ کر نزاکت کا حامل اور احتیاط کا تقاضا کرنے والا ہے۔ چنانچہ،

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو لوگوں کے درمیان قاضی بنایا گیا گویا بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔'' (سنن ابي داود، كتاب الأقضية، باب في طلب القضاء،الحديث:۳۵۷۲، ج۳،ص ۴۱۷)

مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الامّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ چھری سے ذبح کر دینے میں جان آسانی سے اور جلد نکل جاتی ہے، بغیر چھری مارنے میں جیسے گلا گھونٹ کر، ڈبو کر، جلا کر، کھانا پانی بند

کر کے، ان میں جان بڑی مصیبت سے اور بہت دیر میں نکلتی ہے۔ ایسا قاضی بدن میں موٹا ہو جاتا ہے مگر دین اس طرح برباد کر لیتا ہے کہ اس کی سزا دنیا میں بھی پاتا ہے اور آخرت میں بھی بہت دراز، کیونکہ ایسا قاضی ظلم، رشوت، حق تلفی وغیرہ ضرور کرتا ہے جس سے دنیا اس پر لعنت کرتی ہے **اللہ**، رسول ناراض ہیں، فرعون، حجاج یزید وغیرہ کی مثالیں، موجود ہیں، اس حدیث کی بنا پر حضرت امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جیل میں جان دینا قبول فرمالیا مگر قضا قبول نہ فرمائی۔

(مراۃ شرح المشکاۃ، کتاب الاقضیۃ، الفصل الثانی، ج۵، ص۳۷۷)

کوئی اسلامی بھائی جان بوجھ کر ایسا کام کیوں کرے گا کہ بغیر چھری سے ذِبْح کرنے کی طرح بظاہر تو عافیت میں اور جاہ وعظمت والا ہو مگر باطنی طور پر ہلاکت و بربادی اس کا مقدر بن جائے۔

﴿3﴾ حَکَم بننے کی خواھش نھیں کرنا چاھئے

اگر کوئی اسلامی بھائی خود اس خواہش کا اظہار کرے کہ اسے حَکَم (یعنی فیصلہ کرنے والا) بنا دیا جائے تو ایسا ہرگز نہ کیا جائے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میں اور میری قوم کے دو شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے، ان میں سے ایک نے عرض کی:

''یــا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے امیر (لوگوں کے معاملات کی دیکھ بھال کرنے والا) بنا دیجئے۔'' اور دوسرے نے بھی یہی عرض کی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہم اُس کو والی نہیں بناتے جو اس کا سوال کرے اور نہ اُس کو جو اس کی حرص کرے۔'' (صحیح البخاري، کتاب الأحکام، باب مایکره من الحرص علی الإمارة، الحدیث: ۷۱۴۹، ج۴، ص۴۵۶)

ذمہ داری مانگ کر لینے کی صورت:

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! کوشش کی جائے کہ ذمہ داری مانگ کر نہ لی جائے، اگرچہ ایسا کرنا جائز ہے جبکہ اہلیت ہو اور اس جیسا کوئی نہ ہو جیسا کہ حضرت سَیِّدُ نا یوسف عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مُتَعَلِّق مروی ہے کہ انہوں نے ذمہ داری مانگ کر لی تھی۔ چنانچہ،

سورۂ یوسف میں ہے:

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾

ترجمۂ کنز الایمان: یوسف نے کہا مجھے زمین کے خزانوں پر کردے بیشک میں حفاظت والا علم والا ہوں۔

(پ ۱۳، یوسف: ۵۵)

صدرُ الافاضل، حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی ''خزائنُ العرفان'' میں اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے

ہیں کہ ''احادیث میں طلبِ اَمارت کی ممانعت آئی ہے، اس کے یہ معنی ہیں کہ جب مُلک میں اہل موجود ہوں اور اقامتِ اَحکامِ الٰہی کسی ایک شخص کے ساتھ خاص نہ ہو اس وقت اَمارت طلب کرنا مکروہ ہے لیکن جب ایک ہی شخص اہل ہو تو اس کو احکامِ الٰہیہ کی اقامت کے لئے اَمارت طلب کرنا جائز بلکہ واجب ہے اور حضرت یوسف عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اسی حال میں تھے آپ رسول تھے، امّت کے مصالح کے عالِم تھے، یہ جانتے تھے کہ قحط شدید ہونے والا ہے جس میں خَلق کو راحت و آسائش پہنچانے کی یہی سبیل ہے کہ عنانِ حکومت کو آپ اپنے ہاتھ میں لیں اس لئے آپ نے اَمارت طلب فرمائی۔''

پس جو اسلامی بھائی اچھی طرح کسی معاملے کی نزاکت و حقیقت سے آگاہ ہو نہ اس نے پہلے کبھی کوئی ایسا کام کیا ہو تو اس سے غلطی کا امکان ہوتا ہے اور اگر وہ اسلامی بھائی اس معاملے کو خوش اسلوبی سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اسے ذمہ دار بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے مسلمانوں کے باہمی امور کا فیصلہ کرنے کا عہدہ مانگا یہاں تک کہ اسے پالیا پھر اس کا عدل اُس کے ظلم پر غالب رہا (یعنی عدل نے ظلم کرنے سے روکا) تو اُس کے لیے جنت ہے اور

جس کا ظلم عدل پر غالب آیا اُس کے لیے جہنم ہے۔'' (سنن ابي داود، كتاب الأقضية، باب في القاضي يخطئ، الحديث:۳۵۷۵، ج۳، ص۴۱۸)

ذمہ داری مانگ کر لینے کا نقصان:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذمہ داری مانگ کر نہ لی جائے، اگر مانگ کر ذمہ داری لی جائے تو بعض اوقات **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت شاملِ حال نہیں رہتی اور اگر بن مانگے مل جائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ونصرت بھی شاملِ حال رہتی ہے۔ چنانچہ، مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سرورِ دو جہاں، رحمت عالمیاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے عبدالرحمٰن! امارت نہ مانگو کیونکہ اگر وہ تمہارے مانگنے پر تمہیں دی گئی تو تمہیں بھی اس کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر بن مانگے دی گئی تو اس پر تمہاری مدد بھی کی جائے گی۔'' (صحيح البخاري، كتاب الأحكام، باب من سأل الإمارة وكل اليها، الحديث:۷۱۴۷، ج۴، ص۴۵۶)

دو فرشتوں کی مدد:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یہ مدد ان دو فِرشتوں کے ذریعے ہوتی ہے جو درست فیصلہ کرنے میں حَکَم کو حق پر ثابت قدم رکھتے ہیں۔ چنانچہ،

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسولِ کریم

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب قاضی عدالت میں بیٹھتا ہے تو دو فِرشتے اترتے ہیں اور اس کی رائے کو درست رکھتے ہیں، اسے ٹھیک بات سمجھنے کی توفیق دیتے ہیں اور اسے صحیح راستہ سُجھاتے ہیں جب تک کہ حق سے منہ نہ موڑے اور جہاں اس نے حق سے منہ موڑا فرشتوں نے بھی اسے چھوڑا اور آسمان پر پرواز کرگئے۔(السنن الکبریٰ، کتاب آداب القاضی، باب فضل من ابتلی بشئ من الاعمال، الحدیث:۲۰۱۶۶، ج۱۰، ص ۱۵۱)

فاروقِ اعظم کے مددگار فرشتے:

حضرت سیِّدُنا سعید ابن مسیّب رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ سے مروی ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی امیرُالمومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی خدمت میں ایک مقدمہ لے کر حاضر ہوئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے یہودی کو حق پر دیکھ کر اس کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ اس پر اُس یہودی نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے عرض کی: ''اللہ کی قسم! یقیناً آپ نے حق فیصلہ فرمایا ہے۔'' امیرالمومنین سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے اسے دُرّہ مار کر دریافت فرمایا: ''تجھے کیسے معلوم ہوا؟'' یہودی نے عرض کی: ''اللہ کی قسم! ہم توریت میں پاتے ہیں کہ ایسا کوئی قاضی نہیں جو حق کے مُطابق فیصلہ کرے مگر ایک فرشتہ اس کے دائیں طرف ہوتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف۔ یہ دونوں فرشتے اس وقت

تک اسے راہِ راست پر رکھتے ہیں اور حق کی توفیق دیتے ہیں جب تک کہ وہ حق پر قائم رہتا ہے اور جب حق کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ دونوں اسے چھوڑ کر آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب الامارۃ والقضاء، الفصل الثالث، الحدیث: ۳۷۴۲، ج۳، ص۳۴۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿4﴾ فریقین میں صلح کرا دیجئے

پیارے اسلامی بھائیو! اگر کبھی دو اسلامی بھائیوں کے درمیان کسی معاملہ میں اختلاف پیدا ہو جائے تو کسی ذِمّہ دار اسلامی بھائی کو کوشش کرنی چاہئے کہ فَرِیقَین آپس میں باہمی بات چیت کے ذریعے کسی سُودمند نتیجہ پر پہنچ کر صلح کر لیں۔ چنانچہ، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اِنْ طَآىٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَاۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْاؕ اِنَّ

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے

اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝٩ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝١٠ (پ۲۶، الحجرات:۹ تا ۱۰)

ساتھ ان میں اصلاح کردو اور عدل کرو بیشک عدل والے **اللہ** کو پیارے ہیں۔ مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرواور **اللہ** سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو۔

صدرُ الافاضل، حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی ''خزائنُ العرفان'' میں ان آیاتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دراز گوش پر سوار تشریف لے جاتے تھے، انصار کی مجلس پر گزر ہوا، وہاں تھوڑا سا توقُّف فرمایا، اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو ابنِ اُبَی نے ناک بند کر لی۔ حضرت عبد **اللہ** بن رواحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ حُضور کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے، حضور تو تشریف لے گئے، ان دونوں میں بات بڑھ گئی اور ان دونوں کی قومیں آپس میں لڑ گئیں اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچی تو سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم واپس تشریف لائے اور ان میں صلح کرا دی۔ اس معاملہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان، پ ۲۶، الحجرات، تحت الآیۃ: ۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سے معلوم ہوا کہ اگر دو اسلامی بھائیوں میں کسی

مسئلہ پر اختلاف پیدا ہو جائے تو ان میں صُلْح کرا دینا میٹھے میٹھے مدینے والے مصطفٰی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت مبارکہ ہے۔ اور یہ بھی جان لیجئے کہ صُلْح کرانا صرف ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہی سنت نہیں بلکہ ہمارے پیارے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے بھی ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ،

اللہ عَزَّوَجَلَّ صُلح کروائے گا:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 40 صَفحات پر مشتمل رسالے، ''**ناچاقیوں کا علاج**'' صَفْحَہ 30 تا 32 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں ایک روز سرکارِ دو عالم، نورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف فرما تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تَبَسُّم فرمایا۔ حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''**یـــا رسولَ اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر میرے ماں باپ قربان! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کس لئے تبسم فرمایا؟'' ارشاد فرمایا: ''میرے دو اُمتی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دو زانو گر پڑیں گے، ایک عرض کرے گا: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اِس سے میرا اِنصاف دلا کہ اِس نے مجھ پر ظلم کیا تھا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **مُدَّعِی** (یعنی دعویٰ کرنے

والے) سے فرمائے گا: ''اب یہ بے چارہ (یعنی جس پر دعویٰ کیا گیا ہے وہ) کیا کرے اس کے پاس تو کوئی نیکی باقی نہیں۔'' مظلوم (مُدَّعِی) عرض کرے گا: ''میرے گناہ اس کے ذِمّے ڈال دے۔'' اِتنا ارشاد فرما کر سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رو پڑے۔ فرمایا: ''وہ دن بہت عظیم دن ہوگا۔ کیونکہ اس وقت (یعنی بروزِ قِیامت) ہر ایک اس بات کا ضرورت مند ہوگا کہ اس کا بوجھ ہلکا ہو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ مظلوم سے فرمائے گا: ''دیکھ تیرے سامنے کیا ہے؟'' وہ عرض کرے گا: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں اپنے سامنے سونے کے بڑے شہر اور بڑے بڑے محلات دیکھ رہا ہوں جو موتیوں سے آراستہ ہیں۔ یہ شہر اور عمدہ محلات کس پیغمبر یا صدیق یا شہید کے لئے ہیں؟'' اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''یہ اس کے لئے ہیں جو ان کی قیمت ادا کرے۔'' بندہ عرض کرے گا: ''ان کی قیمت کون ادا کرسکتا ہے؟'' اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''تو ادا کرسکتا ہے۔'' وہ عرض کرے گا: ''وہ کس طرح؟'' اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''اس طرح کہ تو اپنے بھائی کے حقوق معاف کر دے۔'' بندہ عرض کرے گا: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے سب حقوق معاف کئے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑو اور دونوں اکٹھے جنت میں چلے جاؤ۔'' پھر سرکارِ نامدار، دو عالَم کے مالک ومختار، شَہَنشاہِ ابرار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور مخلوق میں صلح کرواؤ کیونکہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی بروزِ قیامت مسلمانوں میں صلح کروائے گا۔''

(المستدرک، الحدیث:۸۷۵۸، ج۵، ص۷۹۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حدیث مذکور مسلمانوں کے درمیان صلح کروانے کی سنّت الٰہیہ اور صلح کی ترغیب دلانے کی سنّت مصطفویہ کی مقدس ومشکبار خوشبوؤں سے مہک رہی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کرے ہم بھی اس سنت خوشبودار سے اپنے ظاہر وباطن کو مُعَطّر و مُعَنبر کر کے اسلامی بھائیوں میں بھائی چارگی کی بھرپور سعی کریں اور اپنے ماحول کو صلح وخیر کی خوشبوؤں سے مہکتا گلزار بلکہ مدینے کا باغ سدا بہار بنا دیں۔ چنانچہ،

صُلح خوب اور بہتر ہے:

ہمارے پیارے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے صلح کی ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ (پ۵، النساء:۱۲۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور صلح خوب ہے، اور دل لالچ کے پھندے میں ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض اوقات فریقَین کے نِزاع کو ختم کر کے صلح کروانا بہت زیادہ سودمند ہوتا ہے۔ کیونکہ فریقین میں سے ایک کے حق میں فیصلہ ہو جانے کی صورت میں دوسرے کے دل میں عداوت وکینہ اور بغض وحسد وغیرہ جیسی بیماریاں جڑ پکڑ لیتی ہیں۔ جن کا ازالہ آسانی سے ممکن نہیں ہوتا۔ چنانچہ،

امیرُ المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے کہ فریقین مقدمہ کو واپس کر دو تاکہ وہ آپس میں صلح کر لیں کیونکہ معاملہ کا فیصلہ کر دینا لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرتا ہے۔'' (السنن الکبری للبیهقي، کتاب الصلح، باب ماجاء فی التحلل...إلخ، الحدیث:۱۱۳۶۰، ج۶، ص۱۰۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مُشتبہ اُمور میں قاضی کے لئے مناسب یہ ہے کہ فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرے بلکہ ایک دو مرتبہ فریقین کو واپس لوٹا دے تاکہ وہ خوب غور و فکر کر کے آپس میں صُلح کر لیں کیونکہ صلح سے آپس میں پیار و محبت کی فضا قائم رہتی ہے اور دلوں میں بُغض و کینہ کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی اور اگر فریقین صلح پر راضی نہ ہوں تو قاضی کو چاہئے کہ حق کے موافق فیصلہ کر دے۔

(المبسوط للسرخسی، کتاب الصلح، ج۱۰، ص۱۴۸ ملتقطاً)

میاں بیوی میں صُلح کرا دیجئے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ایسی ناچاقی زوجین میں پیدا ہو کہ جس کا حل وہ آپس میں طے نہ کر سکیں تو مرد کو طلاق میں جلد بازی سے کام لینا چاہئے نہ عورت کو خلع میں۔ اور انہیں کوشش کرنی چاہئے کہ جھگڑے کے حل کے لئے کورٹ کچہری جانا پڑے نہ کسی عام مجلس میں۔ بلکہ اپنے عزیز و اقارب میں سے ایسے دو افراد کا انتخاب کریں کہ جو شریعت کی سوجھ بوجھ بھی رکھتے ہوں اور ان کے جھگڑے کو

خوش اسلوبی سے حل کر کے ان کے درمیان صلح کرا دیں۔ چنانچہ،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَیۡنِہِمَا فَابۡعَثُوۡا حَکَمًا مِّنۡ اَہۡلِہٖ وَ حَکَمًا مِّنۡ اَہۡلِہَا ۚ اِنۡ یُّرِیۡدَاۤ اِصۡلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰہُ بَیۡنَہُمَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا خَبِیۡرًا ﴿۳۵﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

(پ ۵، النساء: ۳۵)

مُفسّرِ شہیر، حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان تفسیر نورُ العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ شوہر اور بیوی میں صلح کرا دینا بہترین عبادت ہے۔ ایسے ہی مسلمانوں میں صلح کرانا بہت اچھا ہے۔ (نور العرفان، پ ۵، النساء: ۳۵)

نفلی صلوۃ و خیرات سے افضل کام:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 40 صفحات پر مشتمل رسالے، ''**ناچاقیوں کا علاج**'' صفحہ 35 تا 37 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری

دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** یقیناً **اِصْلَاح بَیْنَ النَّاس** (یعنی لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے حکم) کے مطابق عمل کرنا ایک انتہائی عظیم مدنی کام ہے۔ اس سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اتنا خوش ہوتا ہے کہ نفلی نماز، روزے اور صَدَقہ دینے سے بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **اِمامُ النَّبِیِّینَ وَ الْمُرْسَلین، سیِّدُالْمُرشِدِینَ وَالصّٰلِحِین** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے) ارشاد فرمایا: ''کیا تمہیں نماز، روزے اور صدقہ دینے سے افضل کام کی خبر نہ دوں؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''کیوں نہیں (اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)۔'' فرمایا: ''وہ کام صلح کروا دینا ہے اور فساد پھیلانا تو (دین کو) مونڈنے والا (کام) ہے۔''

(مسند احمد بن حنبل، الحدیث:۲۷۵۷۸، ج۱۰، ص۴۲۲)

اچھا اسلامی بھائی کون؟

دیکھا آپ نے؟ اسلامی بھائیوں میں صلح کروا دینا کیسا فضیلت وعظمت والا کام ہے۔ تو وہ کتنا اچھا اور بھلا اسلامی بھائی ہے جو اپنے چھوٹوں پر شفقت اور اپنے بڑوں کی عزت، ہم مَشرَب دوستوں کی مُرُوّت وحُرمت اور تمام اسلامی بھائیوں کی بھلائی اور خیر خواہی کے طرزِ عمل کو اختیار کرتے ہوئے اپنے پاکیزہ

کردار اور نیک گُفتار سے مسلمانوں میں سے شر وفساد کو ختم کرنے کیلئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ چنانچہ،

صلح کی ایک عجیب حکایت

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے کہ ایک شخص نے زمین خریدی تو اسے زمین میں سے سونے سے بھرا ہوا ایک گھڑا ملا۔ وہ زمین بیچنے والے شخص کے پاس گیا اور بولا کہ یہ سونا اس کا ہے کیونکہ اس نے تو صرف زمین خریدی تھی سونا نہیں۔ تو زمین بیچنے والے نے جواب دیا کہ یہ سونا اب میرا نہیں کیونکہ میں نے زمین اور جو کچھ اس میں تھا سب کچھ بیچ دیا تھا۔ جب دونوں سونا رکھنے پر آمادہ نہ ہوئے تو انہوں نے ایک شخص کو اپنے اس عجیب جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے ثالث بنایا، اس نے ان دونوں سے پوچھا: کیا تمہاری کوئی اولاد ہے؟ ایک بولا میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا میری ایک بیٹی ہے۔ تو ثالث نے کہا تمہارے جھگڑے کا حل یہ ہے کہ تم دونوں اپنے بچوں کی ایک دوسرے سے شادی کردو اور یہ سارا سونا ان دونوں کو دے دو۔ (صحیح مسلم، کتاب الاقضیة، باب استحباب اصلاح الحاکم بین الخصمین، الحدیث: ۱۷۲۱، ص۹۴۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿5﴾ فریقین سے برابری کا سلوک کیجئے

جو اہلیت رکھتے ہوئے فیصلہ کرے، عدل وانصاف کے تقاضے ضرور پورا کرے جیسا کہ قرآن پاک کا حکم ہے:

وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِؕ (پ۵، النساء:۵۸) ترجمۂ کنز الایمان: اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو۔

صدرُ الافاضل، حضرتِ علامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی ''خزائنُ العرفان'' میں اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حاکم (اور فیصلہ کرنے والے) کو چاہئے کہ پانچ باتوں میں فریقین کے ساتھ برابر کا سلوک کرے: (۱)...... اپنے پاس آنے کے لئے جیسے ایک کو موقع دے ویسے دوسرے کو بھی دے۔ (۲)...... نَشِسْت (یعنی بیٹھنے کی جگہ) دونوں کو ایک جیسی دے۔ (۳)...... دونوں کی طرف برابر متوجہ رہے۔ (۴)...... کلام سننے میں ہر ایک کے ساتھ ایک ہی طریقہ رکھے۔ (۵)...... فیصلہ دینے میں حق کی رعایت کرے، جس کا دوسرے پر حق ہو پورا پورا دلائے۔

فاروقِ اعظم کی ثالث کو ہدایت:

امام شعبی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت سیّدُنا عُمَر

اور حضرت سیِّدُنا اُبی بن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے درمیان کسی معاملہ میں شکر رَنجی تھی۔ امیرُ المومنین حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مشورہ فرمایا کہ کسی کو ثالث مُقَرَّر کر لیتے ہیں۔ چنانچہ، دونوں حضرت سیِّدُنا زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ثالث مقرر کرنے پر رضامند ہو کر ان کے پاس ان کے گھر تشریف لائے۔ جب امیر المومنین سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے فرمایا کہ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ آپ ہم میں فیصلہ کر دیں۔ سیِّدُنا زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں عموماً ایسا جو معاملہ بھی پیش ہوتا وہ اپنے گھر میں ہی اس کا فیصلہ فرمایا کرتے۔ چنانچہ، جب دونوں حضرات سیِّدُنا زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر میں داخل ہوئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی مخصوص نشست سے ہٹ کر عرض کی: امیر المومنین یہاں تشریف لائیے۔ تو امیر المومنین حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ تمہارا پہلا ظلم ہے جو تم نے فیصلہ میں کیا ہے۔ میں اپنے فریق کے ساتھ بیٹھوں گا۔ چنانچہ، دونوں حضرات حضرت زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے بیٹھ گئے اور ساری صورتِ حال بیان کر دی تو انہوں نے فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا کہ اُبی بن کعب کو حق حاصل ہے کہ وہ امیر المومنین سے قسم لیں اور اگر چاہیں تو معاف کر دیں مگر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قسم کھالی اور پھر سیِّدُنا زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے قسم لی کہ وہ اس وقت تک کسی جھگڑے کا فیصلہ نہ

کریں گے جب تک کہ اُن کے نزدیک حضرت عمر اور دوسرا مسلمان برابر نہ ہو جائے۔ یعنی جو شخص مدعی اور مدعی علیہ میں اس قسم کی تفریق کرے وہ فیصلہ کا اہل نہیں۔ (تاریخ مدینۃ دمشق، الرقم ۲۲۳۱ زید بن ثابت، ج ۱۹، ص ۳۱۹)

﴿6﴾ ہر فریق کی بات توجہ سے سنئے

آدابِ فیصلہ میں سے یہ بھی ہے کہ فریقین میں سے جس طرح ایک کی بات سنی جائے تو اسی طرح بڑی توجہ سے دوسرے کی بات بھی سنی جائے۔ چنانچہ،

امیرُ المومنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ مجھے حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا، تو میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ مجھے بھیج تو رہے ہیں مگر میں کم عمر ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے کا علم بھی نہیں ہے۔ (لہٰذا اس امر میں میری اِعانت بھی فرمایئے!) تو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے دل کو ہدایت دے گا اور تمہاری زبان کو ثابت رکھے گا۔ (دھیان رکھنا کہ) جب فریقین تمہارے سامنے بیٹھ جائیں تو اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ دونوں کی باتیں نہ سُن لو۔ کہ یہ طریقہ کار تمہارے لئے فیصلہ کو واضح کر دے گا۔''

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں

کہ اس کے بعد کبھی مجھے کسی فیصلہ میں تردُّد نہ ہوا۔

(ابو داود، کتاب القضاء، باب کیف القضاء، الحدیث: ۳۵۸۲، ج۳، ص۲۶۳)

﴿7﴾ فیصلہ میں جلدبازی نہ کیجئے

آدابِ فیصلہ میں سے اہم ترین یہ ہے کہ فیصلہ میں جلدی نہ کرے۔ کیونکہ جلد بازی کا انجام برا ہوتا ہے۔ چنانچہ،

سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے کہ کسی کام میں توقُّف کرنا (جلد بازی سے کام نہ لینا) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی التأنی والعجلۃ، الحدیث: ۲۰۱۹، ج۳، ص۴۰۷)

صحابیٔ رسول کی حکایت:

اسی طرح مروی ہے کہ مدینہ مُنوّرہ میں دو شخص بابِ کِنْدہ کی جانب سے داخل ہوئے۔ اس وقت کچھ انصار دائرے کی صورت میں تشریف فرما تھے، جن میں حضرت سیِّدُنا ابو مسعود انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی شامل تھے۔ چنانچہ، ان دونوں میں سے ایک نے انصار کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ کیا کوئی شخص ہمارے جھگڑے کا فیصلہ کردے گا؟ تو ایک شخص فوراً بولا ہاں ادھر میرے پاس آؤ۔ تو اس کی یہ بات سن کر سیِّدُنا ابو مسعود انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کنکریوں کی مٹھی

پھر کرا سے ماری اور فرمایا کہ (فیصلہ میں جلدی کرنے سے) رک جاؤ۔ کیونکہ آپ فیصلہ میں جلد بازی کو ناپسند فرماتے تھے۔(السنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب آداب القاضی، باب کراھیۃ طلب الامارۃ والقضاء...... الخ، الحدیث: ٢٠٢٥٢، ج١٠، ص١٧٣)

﴿8﴾ خوب تحقیق سے کام لیجئے

پہلے خوب تحقیق سے کام لے، پھر جو حق ظاہر ہو اسی پر فیصلہ دے۔ چنانچہ، رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جب قاضی فیصلہ کرے تو خوب تحقیق کر لیا کرے، (اگر تحقیق کے بعد) اس نے درست فیصلہ کیا تو اس کے لئے دو اَجر ہیں اور اگر اس سے (فیصلہ میں) کوئی خطا ہو جائے تو اس کے لئے ایک اَجر ہے۔(صحیح مسلم، کتاب الاقضیہ، باب بیان اجر الحاکم اذا اجتھد فاصاب او اخطا، الحدیث: ١٧١٦، ص٩٤٤)

دوست کے قاتل:

ایک شخص اپنے چند دوستوں کے ساتھ کسی سفر پر گیا، اس کے دوست تو واپس لوٹ آئے مگر وہ واپس نہ آیا تو اس کے گھر والوں نے اس کے دوستوں پر الزام لگایا کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ جب معاملہ قاضی شریح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس گیا تو آپ نے پوچھا کیا قتل کا کوئی گواہ ہے؟ چونکہ قتل کا کوئی گواہ نہ تھا لہٰذا وہ

اس معاملہ کو امیر المومنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِیْم کی بارگاہ میں لے گئے اور ساری بات عرض کر دی کہ قاضی شریح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان سے یہ یہ کہا ہے۔ ان کی ساری باتیں سن کر امیر المومنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِیْم نے قاضی شریح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے طرزِ عمل پر پہلے بطورِ کہاوت یہ شعر پڑھا:

اَوْرَدَهَا سَعْدٌ وَسَعْدٌ مُشْتَمِلٌ

يَا سَعْدُ لَا تُرْوٰى بِهَا ذَاكَ الْاِبِلُ

ترجمہ: سعد چادر میں اونٹوں کو کنویں پر لایا اور خود چادر تان کر سو گیا (اے کاش! کوئی سعد کو بتائے کہ) اے سعد! اونٹوں کو اس طرح پانی نہیں پلایا جاتا۔

اس کے بعد آپ نے ایک اور عربی کہاوت کہی: اِنَّ اَهْوَنَ السَّقْیِ التَّشْرِیْعُ۔ یعنی جانوروں کو پانی پلانا ہو تو سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ انہیں کسی گھاٹ وغیرہ سے پانی پلایا جائے۔

پھر آپ نے اس شخص کے تمام دوستوں کو جدا جدا کر کے بلایا اور ان سے مختلف سوالات کئے تو ان کے جوابات میں پہلے تو اختلاف پایا گیا اور بالآخر انہوں نے تسلیم کر لیا کہ ہاں واقعی انہوں نے اس شخص کو قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ، امیر المومنین نے فیصلہ فرمایا کہ بطورِ قصاص ان سب کو بھی قتل کر دیا جائے۔

(السنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب آداب القاضی، باب التثبت فی الحکم، الحدیث:۲۰۲۷۴، ج۱۰،ص ۱۷۹)

امامِ بَیہقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امیر المومنین حضرت سیِّدُ ناعلی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی بیان کردہ دونوں کہاوتوں کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ نے جو شعر پڑھا اس کی اصل یہ ہے کہ ایک شخص اپنے اونٹوں کو پانی پلانے کے لئے ایک ایسی جگہ لایا جہاں سے وہ خود پانی نہیں پی سکتے تھے جب تک کہ کوئی اس جگہ سے پانی نکال کر انہیں نہ پلاتا (مثلاً کنواں وغیرہ) اور پھر وہ شخص خود چادر تان کر سو گیا اور اونٹوں کو پانی پینے کے لئے ویسے ہی چھوڑ دیا۔ تو ایسے شخص کو شاعر نے نصیحت کی ہے کہ اے فلاں! تمہارے سو جانے سے اونٹ سیراب نہ ہوں گے۔ اور دوسری کہاوت میں ارشاد فرمایا کہ پانی پلانے کا آسان طریقہ یہی ہے کہ حوض وغیرہ جیسی جگہوں پر پانی پلایا جائے جہاں مشقت نہ اٹھانا پڑے اور جانور خود ہی پانی پی لیں۔

یعنی آپ نے قاضی شریح رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ارشاد فرمایا کہ اے شریح! معاملہ کی حقیقت جاننے کے لئے خوب تحقیق سے کام لیتے اور اس میں خوب غور و فکر کر کے اس شخص کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے کہ اس کے ساتھ درحقیقت کیا معاملہ پیش آیا مگر انہوں نے آسان راستہ اپنایا اور تحقیق کو مشکل جانتے ہوئے

صرف گواہی کو ہی کافی جانا۔(المرجع السابق)

مسئلے کا جواب کئی دن بعد دیا:

ایک شخص حضرت سیِّدُنا سَحُنُون مالکی (1) عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک مسئلہ پوچھا۔ مگر آپ نے اسے فوراً جواب نہ دیا، وہ شخص لگاتار حاضرِ خدمت ہوتا رہا اور آخر تیسرے دن عرض کرنے لگا: جناب! آج تیسرا دن ہے۔'' تو آپ نے فرمایا: ''اے میرے دوست! میں کیا کرسکتا ہوں؟ تمہارا مسئلہ بڑا پیچیدہ ہے۔ اس کے بارے میں بہت سے اقوال مروی ہیں اور میں حیران ہوں کہ کس قول کو ترجیح دوں۔ اس نے عرض کی: ''حضرت! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو سلامتی و صحت عطا فرمائے! آپ تو ہر پیچیدہ مسئلہ حل کرنے والے ہیں۔'' حضرت سَحنون رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''اے نوجوان! ایسی باتیں نہ کرو۔ کیونکہ میں تمہاری

---

1 ......آپ کا اصل نام ابوسعید عبدالسلام بن سعید تنوخی (المتوفی سنہ ۲۴۰ھ) ہے اور سحنون لقب ہے۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا امام مالک رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں رہ کر بیس سال تک علمی خزانے جمع کرنے والے حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے علمی فیضان حاصل کیا۔ اور پھر مغرب میں حضرت امام مالک رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مذہب کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ (ادب المفتی والمستفتی لابن صلاح، ص۱۵) آپ قیروان کے قاضی بھی تھے۔ بہت زیادہ عقلمند و دانا انسان تھے، انتہائی متقی و پرہیزگار تھے اور عوام میں آپ کی جود و سخاوت کا شُہرہ تھا۔ آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمایا کرتے کہ دنیا کو چاہنے والا انسان ایک اندھے کی مثل ہوتا ہے اور علم کی روشنی بھی اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ (سیر اعلام النبلاء، ج۱۰، ص۷۱)

خاطر اپنے جسم کو آگ میں نہیں جھونک سکتا۔ جو جانتا نہیں اس سے زیادہ کوشش بھی نہیں کر سکتا۔ اگر صبر کرو تو مجھے امید ہے کہ تمہارے مسئلہ کا کوئی حل نکل آئے گا اور اگر میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس اس مسئلہ کے حل کے لئے جانا چاہتے ہو تو جاؤ، چلے جاؤ وہ تمہیں ایک لمحہ میں اس کا حل بتا دے گا۔'' تو اس نے فوراً عرض کی: ''جناب! میں تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، مجھے اس مسئلہ کے حل کے لئے کسی دوسرے کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔'' پس آپ نے اسے صبر کی تلقین کی اور پھر اس کا مسئلہ بھی حل کر دیا۔ (ادب المفتی والمستفتی لابن صلاح، ص ۱۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس روایت سے ہمیں دو مَدَنی پھول ملتے ہیں۔ ایک مسئلہ پوچھنے والے کے لئے اور دوسرا مسئلے کا حل بتانے والے کے لئے ہے:

مسئلہ پوچھنے والے کے لئے مدنی پھول یہ ہے کہ جب کوئی مسئلہ درپیش ہو تو کسی اہل اسلامی بھائی کی خدمت میں ہی اس کے حل کے لئے حاضر ہو اور غیر اہل کے پاس کبھی نہ جائے۔ اور حضرت سَحنون مالکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی کے عمل سے **حل بتانے والے کے لئے یہ مدنی پھول ملتا ہے** کہ مسئلہ کسی بھی نوعیت کا ہو کبھی بھی جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے اور حق بات جاننے کے لئے اس کی تمام جزئیات پر خوب غور وفکر کرنا چاہئے۔ کہیں غلط حل بتانے کی وجہ سے جہنم کی آگ کا حقدار نہ ہونا پڑے۔

﴿9﴾ غصے میں فیصلہ نہ کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی سبب سے طبیعت بے چین اور مُضطرب ہونے یا غصہ وغیرہ کی کسی بھی ایسی حالت میں فیصلے سے گریز کرنا چاہئے جو حق و ناحق کے درمیان رکاوٹ بن سکتی ہو۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا ابو بکرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹے حضرت عبد الرحمٰن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ارشاد فرمایا کہ سِجستان کے قاضی عُبَیْدُ اللّٰہ بن ابی بکرہ کو مکتوب لکھو کہ کبھی بھی غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے صاحبِ حِلْم و حِکَم، رسولِ مُحتَشَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی شخص دو بندوں کے درمیان غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ، باب کراھۃ القاضی وھو غضبان، الحدیث:۱۷۱۷، ص۹۴۵)

﴿10﴾ کسی فریق کا حق ضائع نہ ہو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فیصلہ کرتے ہوئے ہمیشہ یاد رکھئے کہ کسی فریق کا حق ضائع نہ ہو۔ ہمیشہ عدل کا دامن تھامے رہیں کہ عدل سے کام لینا جنت میں لے جانے والا اور فیصلہ میں ناانصافی کرنا جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ چنانچہ،

حضرت بُرَیدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ آقائے مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: '' قاضی (یعنی فیصلہ کرنے والے) تین طرح

کے ہوتے ہیں : ایک جنتی اور دو دوزخی ۔ پس جنتی وہ ہے جو حق پہچان کر اس کے مُطابق فیصلہ کرے اور جو قاضی حق جان لے مگر فیصلہ میں ظلم کرے وہ دوزخی ہے اور جو جہالت پر (یعنی حق و ناحق کی تحقیق کے بغیر) لوگوں کے فیصلے کرے وہ بھی دوزخی ہے۔'' (سنن ابی داود، کتاب الاقضیۃ، باب فی القاضی یخطئ، الحدیث:۳۵۷۳، ج۳، ص۴۱۸)

ایک روایت میں ہے کہ روزِ قیامت تمام حاکموں کو لایا جائے گا، ان میں عادل بھی ہوں گے اور ظالم بھی۔ یہاں تک کہ جب وہ سب پل صراط پر کھڑے ہو جائیں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تم میں سے بعض میرے محبوب ہیں۔'' (وہی بحفاظت پل صراط سے گزر پائیں گے) اور جو حاکم اپنے فیصلے میں ظلم کرنے والا، رشوت لینے والا یا مقدمے کے فریقین میں سے کسی ایک کی بات زیادہ توجہ اور دھیان سے سننے والا ہوگا وہ ستر سال تک دوزخ کی گہرائی میں گرتا چلا جائے گا۔ اس کے بعد ایسے حاکم کو لایا جائے گا جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مقرر کردہ سزاؤں سے زیادہ کسی کو سزا دی ہوگی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے دریافت فرمائے گا: ''لِمَ ضَرَبْتَ فَوْقَ مَا اَمَرْتُكَ؟'' تو نے میرے حکم سے زائد کیوں سزا دی؟ عرض کرے گا: ''غَضِبْتُ لَكَ۔'' اے باری تعالیٰ! مجھے تیری خاطر غصہ آ گیا تھا۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کیا تیرا غصہ میرے غضب سے زیادہ سخت تھا؟'' اس کے بعد

ایک ایسے شخص کولایا جائے گا جس نے حدود اللہ کے نفاذ میں کمی کی ہوگی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے پوچھے گا: ''اے میرے بندے! لِمَ قَصَّرْتَ؟ تونے سزا میں کمی کیوں کی؟ عرض کرے گا: ''اے پروردگار! مجھے اس پر رحم آ گیا تھا۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کیا تیری رحمت میری رحمت سے بڑھ کر تھی؟''

(جامع الاحادیث للسیوطی، الحدیث: ٢٨٢١٧، ج ٩، ص ٢٣٤)

حضرت سَیِّدُ نا امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تفسیر کبیر میں ایک حدیثِ پاک نقل فرمائی ہے کہ'' قیامت کے دن ایک ایسے حاکم کو بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جائے گا جس نے حد میں ایک کوڑے کی کمی کی ہوگی۔ اس سے پوچھا جائے گا: ''لِمَ فَعَلْتَ ذَاكَ؟'' تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ عرض کرے گا: ''رَحْمَةً لِّعِبَادِكَ۔'' تیرے بندوں پر رحمت اور شفقت کرنے کے لئے۔ تو اسے کہا جائے گا: ''اَنْتَ اَرْحَمُ بِهِمْ مِنِّيْ؟'' کیا تو مجھ سے زیادہ ان پر رحم کرنے والا ہے؟ فَيُؤْمَرُ بِهٖ اِلَى النَّارِ۔ پس اسے دوزخ میں پھینک دینے کا حکم دیا جائے گا۔ پھر ایسے حاکم کو بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جائے گا جس نے مقررہ حد سے ایک کوڑا زیادہ مارا ہوگا۔ اس سے اس کی وجہ پوچھی جائے گی: ''لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ؟'' تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو عرض کرے گا: ''لِيَنْتَهُوْا عَنْ مَعَاصِيْكَ۔'' اے باری تعالیٰ! میں نے ایسا اس لئے کیا تا کہ لوگ تیری نافرمانی سے باز آ جائیں۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ

ارشاد فرمائے گا: ''اَنْتَ اَحْکَمُ بِہٖ مِنِّی؟'' کیا تو مجھ سے بہتر حکم کرنے والا ہے؟ فَیُؤْمَرُ بِہٖ اِلَی النَّارِ پھر اسے بھی آگ میں پھینکے جانے کا حکم دیا جائے گا۔

(التفسیر الکبیر للامام الفخر الرازی، سورۃ النور، تحت الایۃ:۲، الجزء الثالث والعشرون، ج۸، ص۳۱۷)

دارالافتاء سے رجوع کرنے کا مشورہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کچھ معاملات نجی نوعیت کے بھی ہوتے اگر آپ کے پاس ایسے معاملات آئیں جن کا تعلق گھریلو امور، طلاق، جائداد یا کاروبار وغیرہ سے ہو تو ایسی صورت میں ان فریقین کی علمائے اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی طرف راہنمائی فرمادیں کہ یہ ان فیصلوں کی نزاکت اور انداز کو بہتر سمجھتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ علی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصَمَّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحُسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن کے تحت بہت سے شعبہ جات خدمت دین کے لئے کوشاں ہیں۔ ان میں سے ایک شعبہ ''**دار الافتاء اهلسنت**'' بھی ہے، یہ دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللہُ تَعَالٰی پر مُشتمل

ہے اور اس کا کام عوامُ الناس کی شرعی راہنمائی کرنا ہے۔

ہاں! اگر آپ کے پاس اسلامی بھائیوں کے آپس کے تنازعات واختلافات کے معاملات آئیں جن کا تعلُّق تنظیمی امور سے ہو تو حتی المقدور طرفَین کی سُن کر صلح کروادیں بشرطیکہ صلح میں کسی کی ایسی حق تلفی نہ ہو کہ جس کا ادا کرنا ضروری ہو۔ ورنہ اہلیت ہو تو حق بات پر فیصلہ کی ترکیب بنادیجئے۔

''امیرِ اہلسنّت'' کے دس حروف کی نسبت سے فیصلہ کرنے کے دس مَدَنی پھول

﴿1﴾ عُلمائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوں۔

﴿2﴾ جو اہل ہو وہی فیصلہ کرے۔

﴿3﴾ حَکَم بننے کی خواہش نہیں کرنا چاہئے۔

﴿4﴾ فریقَین میں صلح کرادیجئے۔

﴿5﴾ فریقین سے برابری کا سلوک کیجئے۔

﴿6﴾ ہر فریق کی بات توجہ سے سنئے۔

﴿7﴾ فیصلہ میں جلد بازی نہ کیجئے۔

﴿8﴾ خوب تحقیق سے کام لیجئے۔

﴿9﴾ غصے میں فیصلہ نہ کیجئے۔

﴿10﴾ کسی فریق کا حق ضائع نہ ہو۔

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے فیصلہ کرنے کا انداز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اسلامی بھائیوں کے درمیان پیدا ہونے والی شکر رنجیوں میں کئی بار فیصلے کرائے ہیں۔اس سلسلے میں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا مبارک انداز یوں دیکھا گیا ہے:

صلح وفیصلہ سے پہلے آپ دعا کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے فریبِ نفس وشیطان کے خلاف استعانت کرتے ہیں۔ پھر کمالِ ضَبْط سے فریقین کا موقِف سماعت کرتے ہیں۔آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی عادتِ مبارکہ ہے کہ ہرگز کسی ایک کی طرف جھکاؤ اختیار نہیں فرماتے، سامنے کیسا ہی ذمہ دار یا قریبی اسلامی بھائی ہو انصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور جو حق ہو اسی پر فیصلہ صادر فرماتے ہیں۔

آپ کی حتی الامکان یہی کوشش ہوتی ہے کہ معاملہ صلح وصفائی سے طے پاجائے چنانچہ بارہا ایسا ہوا کہ دوفریق آپس میں غم وغصہ لئے بارگاہِ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ میں حاضر ہوئے اور اپنے اپنے موقف ومدعا پر ضد اور سختی کا

مظاہرہ کیا مگر جب امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے دلکش انداز، حکمتِ عملی اور حسنِ تدبیر سے صلح کی برکتیں، غصے اور اس کے سبب پیدا ہونے والے بُغض وکینہ وغیرہ کے نقصانات، قطع تعلُّق کی نحوستیں، معاف کرنے اور مسلمانوں کے عیب چھپانے کے فضائل، غیبت وتہمت کی تباہ کاریاں اوران سے بچنے کے طریقے، ظُلم پر صبر کے فوائد، آپس کی محبت اور حقوقُ العباد کی بجا آوری کی ترغیبات ارشادفرمائیں تو انہیں سن کر فریقین اپنے موقف سے دستبردار ہوکر صلح پر آمادہ ہوگئے اور جذبات وتاثُّر سے رو روکر ایک دوسرے سے معافی مانگتے ہوئے گلے مل گئے۔ چنانچہ،

یورپین ممالک کے ایک شہر کے تنظیمی ذمہ دار اسلامی بھائیوں میں شکر رنجیاں چل رہی تھیں۔ صلح کی کوئی مضبوط صورت نہیں بن پاتی تھی اور دعوت اسلامی کا مدنی کام بہت مُتَاثِّر تھا۔ امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی اس طرف توجہ دلائی گئی تو آپ نے ایک مکتوب دیا۔ چنانچہ، مجلسِ بیرونِ ملک کے ایک ذمہ دار اسلامی بھائی وہ مکتوب لے کر بابُ المدینہ کراچی سے سفر کر کے رجبُ المُرجَّب ۱۴۲۷ھ میں مطلوبہ شہر پہنچے۔ اسلامی بھائیوں کو جمع کر کے ''مکتوبِ عطار'' پڑھ کر سنایا گیا، سُن کر سارے بیقرار و اشکبار ہوگئے، رو رو کر ایک دوسرے سے معافیاں مانگ لیں اور سب نے صُلح نامہ پر دستخط کر دیئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ

وہاں اب اَمْن ہے، دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں اور مدنی قافلوں میں ترقی کی اطلاعات ہیں۔ یہ مکتوب آخرت کی یاد دلانے والا، خوفِ خدا میں تڑپانے والا اور صلح صفائی پر ابھارنے والا ہے۔ مدنی آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دکھیاری امت کے عظیم تر مفاد کی خاطر مجلس مکتوبات وتعویذات عطّاریہ کی جانب سے اس انقلابی مکتوبِ عطّار کو ضرورتاً ترمیم کے ساتھ "**ناچاقیوں کا علاج**" کے نام سے ایک رسالہ مکتبۃ المدینہ سے پیش کیا گیا ہے۔ جہاں بھی ذاتی ناراضیو ں کے باعث مسلمانوں میں دو فریق بن گئے ہوں یہ رسالہ پڑھ کر سنا دیا جائے، اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ خائفین کے جگر پاش پاش ہو جائیں گے اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر کر صلح کر لیں گے۔

اس رسالے میں آیات وروایات اور حکایات کی روشنی میں چپقلشوں اور ذاتی رَنْجشوں کے نقصانات کا وہ عبرتناک بیان ہے جو کہ نرم دلوں کے لئے اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ مرہم جراحت اور سخت دلوں کے لئے تازیانۂ عبرت ثابت ہو گا۔ جو عبرت حاصل کرے کرے اور جو نہ کرے نہ کرے، نصیب اپنا اپنا!!!!!!

آیئے اس رسالہ سے چند ابتدائی اور آخری سطور پڑھتے ہیں:

سگِ مدینہ محمد الیاس عطّار قادِری رضوی عُفِیَ عَنْہ کی طرف سے تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی ...... **جگہ کا نام حذف کر دیا ہے**

......کی مجلس مشاورت کے نگران، اراکین اور ذمہ دار اسلامی بھائیوں کی خدمات میں نفرتیں مٹانے والے اور مَحبَّتیں پھیلانے والے پیارے پیارے آقا مکّی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عِمامۂ پُر انور کے بوسے لیتا ہوا، گیسوئے خَمدار کو چومتا ہوا، مدینے کی گلیوں میں گھومتا ہوا، جھومتا ہوا مُشکبار سلام!!!

پھر درودِ پاک کی فضیلت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''باہمی شکر رنجیوں، بار بار صُلح کر لینے کے باوجود ایک دوسرے پر کی جانے والی نُکتہ چینیوں کے باعث اٹھنے والے نِت نئے فتنوں اور اس کے سبب دین کے عظیم مَدَنی کاموں کو نقصانوں سے بچانے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پانے اور ثواب آخرت کمانے کیلئے اچّھی اچّھی نیتوں کے ساتھ آپ حضرات کی خدمات میں تحریری حاضری کی سعادت پا رہا ہوں۔ اگر میری مَدَنی اِلتجاؤں کو حِرزِ جان بنالیں گے اور کم از کم ۱۲ ماہ تک ہر مہینے فرداً فرداً یا ذمہ داران کو اکٹھا کر کے اجتماعی طور پر اسی ''مکتوبِ عطّار'' کا مُطالعہ فرمالیں گے تو آپ سب گلزارِ عطّار کے گلہائے مشکبار بن کر اسلامی مُعاشرے کو سدا مہکاتے رہنے میں اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کامیابی پاتے رہیں گے۔ اگر میری معروضات کو خاطِر میں نہیں لائیں گے اور غَلَطی کرنے والے کی تنظیمی ترکیب کے مطابق اِصلاح کرنے کے بجائے بِلا مَصلحتِ شرعی ایک دوسرے کو بتاتے پھریں گے اور آپس میں لڑتے لڑاتے رہیں گے تو عداوتوں، کینوں، غیبتوں، چغلیوں، دل آزاریوں، عیب دریوں

اور بدگمانیوں وغیرہ وغیرہ ہلاکت سامانیوں کے ذَرِیعے اپنے آپ کو مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جہنَّم کا حقدار بناتے رہیں گے۔کاش! پیارے پیارے اللہ رحمٰن عَزَّوَجَلَّ مقدّس قرآن اور سلطانِ دوجہان، رحمتِ عالَمیّان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاکیزہ فرمان کے فیضان سے کیا جانے والا مجھ سراپا گناہ وعصیان کا مُلْتَجِیانہ بیان آپ سب کے قُلوب واذہان پر چوٹ لگنے کا باعث بن کر اِصلاح کا سامان ہوجائے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ میرا سمجھانا رائیگاں نہیں جائے گا۔پارہ 27، سورۃُ الذّٰریٰت کی آیت نمبر 55 میں ارشادِ ربِّ ذُوالْمِنَن ہے:

وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۵۵ (پ۲۷، الذّٰریٰت:۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

(ناچاقیوں کا علاج، ص ۳ تا ۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اب آیئے امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے اس دلنشین اندازِ بیان کے اختتامی جملے پڑھتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس تحریرِ پُر تاثیر نے شکر رنجیوں میں مبتلا اسلامی بھائیوں پر کیا اثر ڈالا۔ چنانچہ،

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! برائے کرم! مجھ سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہ کا مان رکھ لیجئے۔ میرا دل نہ توڑیئے، اب غصہ تھوک دیجئے اور سعادتمندی کا ثبوت دیتے ہوئے آپس کے اختلافات ختم کر دیجئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں رو رو کر توبہ کیجئے اور ایک

دوسرے کی سابقہ لغزشیں معاف کر دیجئے۔ ایک دوسرے سے معافی تلافی کر لینے کے بعد مہربانی فرما کر نیچے دی ہوئی تحریر کو پڑھ / سن کر اور اچھی طرح سمجھ کر اپنی آخرت کی بہتری کیلئے نیچے دستخط کر کے اس کی copy مجھے ارسال فرما کر مجھ پاپی وبدکار گنہگاروں کے سردار کا دل خوش کر دیجئے۔

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ سب اسلامی بھائیوں کو جمع کر کے جب مکتوبِ عطار پڑھ کر سنایا گیا تو انہوں نے باچشمِ نم اختلافات ختم کر دیئے اور آپس میں صلح کر کے تحریر پر دستخط کر دیئے)

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ

سنّت کو پھیلایا ہے امیرِ اہلسنّت نے
بدعت کو مٹایا ہے امیرِ اہلسنّت نے

ہزاروں گم رہوں کو وعظ اور تحریر سے اپنی
رہِ جنت دکھایا ہے امیرِ اہلسنّت نے

کرا کر بہت سے کفّار اور فُجَّار سے توبہ
جہنم سے بچایا ہے امیرِ اہلسنّت نے

ہزاروں عاشقانِ لندن و پیرس کو دیوانہ
مدینے کا بنایا ہے امیرِ اہلسنّت نے

لاکھوں فیشنی چہروں کو داڑھی اور سروں کو بھی
عمامے سے سجایا ہے امیرِ اہلسنّت نے

وہ فیضانِ مدینہ رات دن تقسیم کرتا ہے
جسے مرکز بنایا ہے امیرِ اہلسنّت نے

بہت محنت لگن سے اپنے پیارے دین کا ڈنکا
دنیا میں بجایا ہے امیرِ اہلسنّت نے

الٰہی پھولتا پھلتا رہے روزِ حشر تک یہ
گلستاں جو لگایا ہے امیرِ اہلسنّت نے

اِس ناکارہ عائذ کو خلوص اپنے کی شمع کا
پروانہ بنایا ہے امیرِ اہلسنّت نے

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نگران حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطاری سلمہ البارِی کے تحریری بیانات

طبع شدہ

فیضانِ مرشد (کل صفحات ۳۲)

احساسِ ذمہ داری (کل صفحات ۴۸)

جنت کی تیاری (کل صفحات ۱۰۶)

وقفِ مدینہ (کل صفحات ۴۷)

مدنی کاموں کی تقسیم (کل صفحات ۲۲)

مدنی کاموں کی تقسیم کے تقاضے (کل صفحات ۵۲)

مدنی مشورے کی اہمیت (کل صفحات ۳۲)

سوداوراس کا علاج (کل صفحات ۹۲)

سیرتِ سیدنا ابوالدرداء (کل صفحات ۷۵)

زیرِ طبع

پیارے مرشد (کل صفحات ۴۸)

برائیوں کی ماں (کل صفحات ۱۱۲)

فیصلہ کرنے کے مدنی پھول (کل صفحات ۵۶)

زیرِ ترتیب

امیرِ اہلسنت کی دینی خدمات

امیرِ اہلسنت اور دعوتِ اسلامی

غیرت مند شوہر

پیر پر اعتراض منع ہے

ہمیں کیا ہو گیا ہے؟

صحابی کی انفرادی کوشش

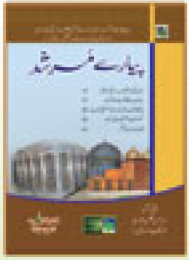

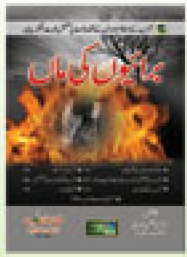

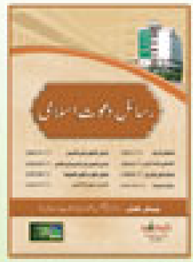

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ **"فکرِ مدینہ"** کے ذریعے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے اپنے یہاں کے ذمّہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کے لیے **"مَدَنی انعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردار آباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدر آباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرّانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا): فیضانِ مدینہ، بالمقابل جامع مسجد۔ 048-6007128

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، بابُ المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net